قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

ہفتہ 4 جنوری 2020ء | 8 جمادی الاوّل 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 4

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25)

اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَرجُھکا دے اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

فرمانِ رسول ﷺ

تمام زمین سجدہ گاہ بنائی گئی

حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی باتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاک بنائی گئی ہے۔ اس لئے میری اُمت میں سے جس شخص کو جہاں بھی نماز کا وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ)

فرمان خلیفہ وقت

امن اور بھائی چارے کی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آج کل تمام مغربی دنیا اکٹھی ہوکر عالم اسلام پر یہ الزام لگا رہی ہے کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے اور اس بنیادی تشدد کی تعلیم کی وجہ سے مسلمانوں میں جہادی تنظیمیں قائم ہیں۔ یہ انتہائی جھوٹا اور گھناؤنا الزام اسلام کی تعلیم پر لگایا جا رہا ہے۔ ہر احمدی اس سے بخوبی واقف ہے۔ اسلام تو امن، پیار، محبت اور بھائی چارے کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور جتنی انسانیت کے حقوق کا پاس اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے اس کی مثال، اس کی نظیر اور کسی تعلیم میں نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی ساتھ میں، بدقسمتی، کہوں گا کہ بعض تشدّد پسند گروہوں نے جن کا اسلامی تعلیم سے دُور کا بھی واسطہ نہیں اپنی انا کی تسکین کے لئے، اپنی ذات کو اُبھار کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم کو اس طرح جہادی تنظیموں کے تصور کے ساتھ منسلک کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس کی وجہ سے اسلام کی جو خوبصورت تعلیم تھی اس کا ایک بڑا بھیانک تصور قائم ہو جاتاہے۔ اور یہ کوئی اسلام کی خدمت نہیں ہے بلکہ اسلام کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔ ابھی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔ ترجمہ یہ ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہوچکی۔ پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں ۔ اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 20جون 2003ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ہر ایک برکت آسمان سے اُترتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''چاہئے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے تم راست باز اُس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔ تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بکلّی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے ان شاء اللہ بھی نہیں نکالتے اُن کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدفعہ گریں گی۔ اوراحتمال ہے کہ اُن سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی... سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حیّ وقیّوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپروا ہیں اور اس سے مُنہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی اُن کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارک ہو اُس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہوگیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام میں سکھلایا ہے ہلاک ہوگئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اُسے معلوم نہیں ۔کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اُسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذالائے گا۔ وہ جو خوداندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھاوے گا ۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 23-24)

روزنامہ الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

تمام قارئین الفضل کو نیا سال مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس نئے سال کو جماعت کی بے پناہ ترقیات کا سال بنائے۔ نیز یہ سال آپ اور آپ کے اہل خانہ کے لئے خوشیوں کا باعث ہو۔

اَللّٰھُمَّ اَدۡخِلۡہُ عَلَیۡنَا بِالۡاَمۡنِ وَالۡاِیۡمَانِ، وَالسَّلَامَۃِ وَالۡاِسۡلَامِ، وَرِضۡوَانٍ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ وَجِوَارٍ مِّنَ الشَّیۡطَانِ

www.alfazlonline.org | @alfazlonline | info@alfazlonline.org

DAILY AL FAZL LONDON ONLINE

دربار خلافت

نماز میں خشوع و خضوع

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”اُن اوصاف میں سے جن سے ایک مومن کو متصف ہونا چاہئے، پہلی خصوصیت یا حالت یہ ہے کہ وہ فِیۡ صَلٰوتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ اپنی نمازوں میں خشوع دکھانے والے ہیں۔ ”خاشع“ کے عام معنی یہی کئے جاتے ہیں کہ نماز میں گریہ و زاری کرنے والے۔ لیکن اس کے اَور بھی معنی ہیں اور جب تک سب معنی پورے نہ ہوں ایک مومن کی حقیقی معیار کی حالت پیدانہیں ہوتی۔ اور لغات کے مطابق خشوع کے یہ معنی ہیں کہ انتہائی عاجزی اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو بہت نیچے کرنا۔ اپنے نفس کو مٹا دینا۔ تذلل اختیار کرنا۔ اپنے آپ کو کمتر بنانے کے لئے کوشش کرنا۔ نظریں نیچی رکھنا۔ آواز کو دھیما اور نیچارکھنا۔پس دیکھیں اس ایک لفظ میں ایک حقیقی مومن کی نماز اور عبادت کا کیسا وسیع نقشہ کھینچا گیا ہے اور جو انسان خداتعالیٰ کے آگے اپنی عبادتوں کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے جھکے گا، اپنی عاجزی کو انتہا پر پہنچانے والا ہو گا، اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مٹانے والا ہو گا اور جو دوسری خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان کو اپنانے والا ہو گا تو پھر وہ جہاں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا ہو گا وہاں وہ اس طرف بھی توجہ دے گا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مخلوق کا بھی حق ادا کرنا ہے اور پھر یہ نمازیں اس کے دنیاوی معاملات سلجھانے والی بھی بن جائیں گی...اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اور فلاح والے اپنی عاجزی انکساری کی انتہا کو پہنچنے کے باوجود، لغویات سے پرہیز کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے باوجود، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے کے باوجود، اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے باوجود، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے کے باوجود، اپنی نمازوں کے حق ادا کرنے کے باوجود اور ان کی حفاظت کرنے کے باوجود پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضلوں کی چادر میں ڈھانپ لے کہ اس کے بغیر ہم کچھ نہیں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو انسان کی مسلسل کوشش کو جو وہ اس کی رحیمیت کو جذب کرنے کے لئے کرتا ہے قبولیت کا درجہ دیتا ہے۔ یعنی رحیمیت کو جذب کرنے کی کوشش جو ہے وہ مسلسل رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل حاصل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وجہ سے انسان قبول کیا جاتا ہے اور انجام اس کا بہترین نکلتا ہے۔پس اس نکتے کو ایک حقیقی مومن کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشک یہ فرما دیا کہ مومن فلاح پا گئے جو یہ کام کرتے ہیں لیکن اس فلاح کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے ہر ترقی اور ہر فضل جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتے ہیں اسے اپنی کسی کوشش کا نتیجہ نہ سمجھیں بلکہ ہر ترقی کے بعد سمجھے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر یہ مادہ پیدا ہو جائے تو ترقی ہوتی چلی جائے گی ورنہ اس نطفے کی طرح جو رِحم میں جا کر مکمل پرورش نہیں پاتا اور چند ہفتوں کے بعدنکل کر ضائع ہو جاتا ہے، ہمارا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو عارضی طور پر جذب کرنے کے بعد اپنے کسی بد عمل سے ناکارہ ہو کر ضائع ہو سکتا ہے اور ہو جاتا ہے... تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے مسلسل عاجزی اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ ہر حقیقی مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے نماز شروع کرنے اور ختم کرنے میں ایک واضح فرق ہو۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے اس میں کوئی اَنا یا تکبر کا حصہ تھا بھی تو نماز ختم کرتے وقت اس کا دل ان چیزوں سے پاک ہونا چاہئے۔ اسی طرح باقی عبادتیں ہیں۔ ہر عبادت کا خاتمہ اس کے تکبر کا خاتمہ اور تذلل کا اختیار کرنا ہو۔ اپنے روزمرہ معاملات میں ایک دوسرے سے سلوک اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دل میں عاجزی کی حالت لئے ہوئے ہو۔ پس عبادتیں ہمیں جھکائے چلی جانے والی ہونی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کو ہر وقت تازہ اور صحت مند پھلنے پھولنے والے پھل لگاتی رہے۔ ہردن ہمیں اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرواتے ہوئے خدا تعالیٰ کے فضل کو بڑھانے والا بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استغفار کرتے رہنے والا بنائے۔ ہماری ہر نیکی اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں نیکی ہے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہو۔ ہم میں سے ہر ایک ان لوگوں میں شامل ہو جائے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں فلاح پانے والے ہوں۔“(آمین)

(خطبہ جمعہ 10اپریل 2015ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نئے سال میں محاسبہ کرنے سے متعلق سوالات کی روشنی میں

اک شام ڈھلی پل بیت گیا وقت پھر ہم سے جیت گیا
تف ہے گر سوچا سب کو پر مولا کی طرف نہ چِیت گیا

یوں گنگناتے پھرتے ہیں جیسے نفس اپنا ہو مار لیا
جیسے عہد وفا کی بیعت میں تن من دھن سب وار دیا

پوچھا ہے کیا خود سے ہم نے جو یہ برس بس گزار دیا
ظلم شرارت دھوکے اور خیانت سے کیا اجتناب کیا

کیا نَجس خیال و محفل سے کبر ریا و ترشی سے کنار کیا
کیا حلم عجز و ہمدردی ، کیا عفو و درگزر اختیار کیا

کیا نفسانی جوشوں سے بچتے ہوئے درود و استغفار کیا
جو گرد ذہن و دل پر تھی کیا اس کو کھرچ کے اتار دیا

یہ ارض بہشت ہو جائے گی جو کہا مسرور کا مان لیا
طوق مسیح کی اطاعت کا جب اپنے گلے میں ڈال لیا

یہ دل ناچے گا جس دن خدا کو پہچان گیا
جھکو طاہر در پر اس کے یہ من سر خوشی کا جان گیا

طاہر احمد ۔ فن لینڈ

قیصر محمود

سیرۃ النبی ﷺ، پانچ بنیادی اخلاق کی روشنی میں

سچائی

آپؐ ہی تھے جن کو آغاز جوانی سے ہی اپنے پرائے سبھی امانت دار مانتے تھے۔ آپؐ کا نام ہی صدوق پڑگیا تھا جو بے حد سچ بولنے والے کو کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بھی دعویٰ نبوت تک کھلم کھلا یہ گواہی دیتے رہے کہ آپؐ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔اس جگہ ہم رسول کریمؐ کی صداقت کے بارے میں چند شہادتیں پیش کریں گے۔

میاں بیوی کی قربت کو قرآن شریف میں بجا طور پر ایک دوسرے کے لباس سے تعبیر کیا گیا ہے۔(البقرہ:188)پس بیوی سے بڑھ کر کون ہے جو شوہر کے زیادہ قریب ہو اور اس کے اخلاق کے بارہ میں اس سے بہتررائے دے سکے؟

نبی کریم ﷺ جب پہلی وحی کے بعد گھبراہٹ کے عالم میں گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو جن الفاظ میں تسلی دی وہ آپؐ کی صداقت کی زبردست گواہی ہے۔ انہوں نے آپؐ کی یہ اہم صفت بھی بیان کی کہ آپؐ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

(صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی بھی یہی گواہی تھی کہ آپؐ کے اخلاق تو قرآن تھے اوراسلام وقرآن کا بنیادی خلق تو سچائی ہی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت ہے کہ رسول کریمؐ کو جھوٹ سے زیادہ ناپسند اور قابل نفرین اور کوئی بات نہیں تھی۔ اور جب آپؐ کو کسی شخص کی اس کمزوری کا علم ہوتا تو آپؐ اس وقت تک اس سے کھچے کھچے رہتے تھے جب تک کہ آپؐ کو معلوم نہ ہو جائے کہ اس شخص نے اس عادت سے توبہ کرلی ہے۔ (ابن سعد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حکم ہوا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو دعوت حق پہنچائیں تو کوہِ صفا پر آپؐ نے قبائل قریش کونام لے کر بلایا۔جب وہ اکٹھے ہوئے تو ان سے پوچھاکہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟" انہوں نے بلاتامل کہا ہاں! ہم نے کبھی بھی آپؐ سے جھوٹ کا تجربہ نہیں کیا۔ آپؐ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔"مگر جب آپؐ نے انہیں کلمۂ توحید کی دعوت دی توآپؐ کا چچا ابو لہب کہنے لگا" تیرا بُرا ہو کیا تو نے اس لئے ہمیں جمع کیا تھا۔"

(صحیح بخاری)

ایک دفعہ قریش کا وفد نبی کریم ﷺ کی شکایت لے کر رسول اللہؐ کے چچا ابوطالب کے پاس آیا۔ ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلواکر سمجھایا کہ قریش کی بات مان لو۔نبی کریم ﷺ نے قریش سے فرمایا کہ اگر تم اس سورج سے روشن شعلۂ آگ بھی میرے پاس لے آؤ پھر بھی میرے لئے اس کام کو چھوڑنا ممکن نہیں ۔اس پر ابو طالب نے گواہی دی کہ خدا کی قسم ! میں نے آج تک کبھی اپنے بھتیجے کو اس کے قول میں جھوٹا نہیں پایا۔یعنی یہ اپنی بات کا پکا اور سچا ہے اور اس پر قائم رہے گا۔میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا۔

(بیہقی)

ابو طالب کی دوسری گواہی

شعب ابی طالب کے زمانہ کی ہے۔جب اس محصوری کی حالت میں تیسرا سال ہونے کو آیا تو نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ابو طالب کو اطلاع دی کہ بنو ہاشم سے بائیکاٹ کا جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا اس کی ساری عبارت کو سوائے لفظ اللہ کے دیمک کھاگئی ہے۔ ابوطالب کو رسول اللہؐ کے قول پر ایسا یقین تھا کہ انہوں پہلے اپنے بھائیوں سے کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔یہ بات بھی لازماً سچ ہے۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ سرداران قریش کے پاس گئے اور انہیں بھی کھل کر کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے یہ بتایا ہے کہ تمہارے معاہدہ کو دیمک کھا گئی ہے۔ اس نے مجھ سے آج تک جھوٹ نہیں بولا۔بے شک تم جاکر دیکھ لو اگر تو میرا بھتیجا سچا نکلے تو تمہیں بائیکاٹ کا اپنا فیصلہ تبدیل کرنا ہوگا۔ اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو میں اُسے تمہارے حوالے کروں گا۔چاہو تو اسے قتل کرو اور چاہو تو زندہ رکھو۔ انہوں نے کہا بالکل یہ انصاف کی بات ہے۔ پھر جاکر دیکھا تو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا،سوائے لفظ اللہ کے سارے معاہدہ کو دیمک چاٹ چکی تھی۔چنانچہ قریش یہ معاہدہ ختم کرنے پر مجبور ہوگئے۔

(ابن جوزی)

خزیمہ حضرت خدیجہؓ کے سسرالی رشتہ داروں میں سے تھے۔ دعویٰ نبوت سے قبل جب رسول کریمؐ تجارت کے لئے حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر شام گئے۔ خزیمہؓ بھی حضورؐ کے ساتھ تھے۔ حضورؐ کے پاکیزہ اخلاق مشاہدہ کر کے انہوں نے بے اختیار یہ گواہی دی کہ

"اے محمدؐ میں آپؐ کے اندر عظیم الشان خصائل اور خوبیاں دیکھتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ وہی نبی ہیں جس نے تہامہ سے ظاہر ہوناتھا اور میں آپؐ پر ابھی ایمان لاتا ہوں۔" انہوں نے وعدہ کیاتھا کہ جب مجھے آپؐ کے دعویٰ کی خبر ملی میں ضرور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ مگر دعویٰ کے بعد جلد اس وعدہ کی تکمیل نہ ہوسکی۔فتح مکہ کے بعد آکر اسلام قبول کیا تو رسول اللہؐ نے فرمایا"پہلے مہاجر کو خوش آمدید۔" (ابن حجر)

حضرت ابوبکرؓ رسول اللہؐ کے بچپن کے دوست تھے۔ انہوں نے جب آپؐ کے دعویٰ کے بارہ میں سنا تو رسول اللہ ﷺ کے اصرار کے باوجود کوئی دلیل نہیں چاہی کیونکہ زندگی بھر کا مشاہدہ یہی تھا کہ آپؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ (بیہقی)

پس رسول اللہؐ کا کردار بھی آپؐ کی سچائی کا گواہ تھا اور آپؐ کی پیشانی پر بھی سچائی کی روشنی تھی جسے حضرت ابوبکرؓ نے پہچان لیا۔

حق یہ ہے کہ سچوں کی گواہی دینے پر اپنے اور بیگانے تو کیا دشمن بھی مجبو رہوجاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ابو جہل سے بڑھ کر کون تھا؟ مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برملا کہا کرتا تھا کہ ہم تجھے جھوٹا نہیں کہتے بلکہ اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جو تو لے کر آیا ہے۔ (جامع ترمذی)

رسول اللہؐ کا دوسرا بڑا دشمن ابو سفیان تھا۔ ہر قل شاہ روم نے اپنے دربار میں جب اس سے یہ سوال کیا کہ کیا تم نے اس مدعی نبوت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس سے پہلے کوئی جھوٹ کا الزام لگایا؟ابو سفیان نے جواب دیا کہ نہیں ہر گز نہیں۔ دانا ہر قل نے اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں جانتا ہوں یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ اس نے لوگوں کے ساتھ تو کبھی جھوٹ نہ بولا ہو اور خدا پر جھوٹ باندھنے لگ جائے۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہؐ کا ایک اور جانی دشمن نضربن حارث تھا جودارالندوہ میں آپؐ کے قتل کے منصوبے میں بھی شامل تھا۔ کفار کی مجلس میں جب کسی نے یہ مشورہ دیا کہ ہمیں محمدؐ کے بارے میں یہ مشہور کردینا چاہئے کہ یہ جھوٹا ہے تو نضر بن حارث سے رہانہ گیا۔ وہ بے اختیار کہہ اٹھا کہ دیکھو محمدؐ تمہارے درمیان جوان ہوا،اس کے اخلاق پسندیدہ تھے۔ وہ تم میں سب سے زیادہ سچااور امین تھا۔ پھر جب وہ ادھیڑ عمر کو پہنچا اور اپنی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرنے لگا تو تم نے کہا جھوٹا ہے ۔ خدا کی قسم! یہ بات کوئی نہیں مانے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ وہ ہرگزجھوٹا نہیں ہے۔

(سیرت ابن ہشام)

دشمن رسول امیہ بن خلف نے اپنے جاہلیت کے دوست حضرت سعد بن معاذؓ انصاری سے اپنی ہلاکت کے بارے میں رسول اللہؐ کی پیشگوئی سن کربے ساختہ گواہی دی تھی کہ خدا کی قسم (محمد ﷺ) جب بھی بات کرتا ہے۔ جھوٹ نہیں بولتا۔

(صحیح بخاری)

حضرت سعد بن معاذؓ انصاری نے جب سردارقریش امیہ بن خلف کی بیوی کو بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی ہے کہ اس کا خاوند امیہ ہلاک ہوگا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھی! خداکی قسم محمدؐ جھوٹ نہیں بولتے۔ چنانچہ جب جنگ بدر کے لئے امیہ ابو جہل کے ساتھ جانے لگا تو بیوی نے پھر کہا "تمہیں یاد نہیں تمہارے یثربی بھائی سعد نے تمہیں کیا کہا تھا۔"امیہ اس وجہ سے رُک گیا مگر ابوجہل باصرار اسے لے گیا چنانچہ امیہ بن خلف بدر میں مارا گیااور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سچی ثابت ہوئی۔

(صحیح بخاری)

قریش نے ایک دفعہ اپنے ایک سردار عتبہ کو نمائندہ بناکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ اس نے کہا کہ آپؐ ہمارے معبودوں کو کیوں برا بھلا کہتے اور ہمارے آباء کو کیوں

گمراہ قرار دیتے ہیں؟آپؐ کی جو بھی خواہش ہے پوری کرتے ہیں۔آپؐ ان باتوں سے باز آئیں۔حضورؐ تحمل اور خاموشی سے اس کی باتیں سنتے رہے۔ جب وہ سب کہہ چکا تو آپؐ نے سورۃ حٰمٓ فُصِّلَتْ کی چند آیات تلاوت کیں ،جب آپؐ اس آیت پر پہنچے کہ میں تمہیں عاد وثمود جیسے عذاب سے ڈرا تا ہوں توعتبہ نے آپؐ کو روک دیا کہ اب بس کریں اورخوف کے مارے اُٹھ کر چل دیا۔اس نے قریش کو جاکر کہا تمہیں پتہ ہے کہ محمدؐ جب کوئی بات کہتا ہے تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر وہ عذاب نہ آجائے جس سے وہ ڈراتا ہے۔ تمام سردار یہ سن کرخاموش ہوگئے۔(حلبیہ 13) اُن سب سردارانِ قریش کی یہ خاموشی اپنی ذات میں اس بات کی گواہی تھی کہ بلاشبہ آپؐ صادق وراستباز ہیں ۔

مسلمانوں اور یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے درمیان باہمی تعاون کا معاہد ہ تھامگر جنگ احزاب کے دوران بنونضیر کا سردار حیّ بن اخطب بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس گیا اور اسے مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے اور قریش کی مدد کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمانوں کو شکست سے دوچار کیاجائے۔ کعب بن اسعد جوبنو قریظہ کا سرداراورمسلمانوں کا دشمن تھا بے اختیار کہہ اٹھا'' تم میرے پاس زمانے بھرکی ذلت لے کر آئے ہو میں محمدؐ نےسے صدق کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔''

(سیرت ابن ہشام)

عبداللہؓ بن سلام مدینہ کے ایک بڑے یہودی عالم تھے۔وہ مسلمان ہونے سے پہلے کا اپنا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضورؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لوگ دیوانہ وار آپؐ کو دیکھنے گئے میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔ آپؐ کا نورانی چہرہ دیکھ کر ہی میں پہچان گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

(سنن ابن ماجہ)

معروف محقق ایچ جی ویلز نے رسول اللہؐ کے صدق وصفا کی گواہی دیتے ہوئے لکھا:۔''یہ محمد(ﷺ) کے صدق کی دلیل قاطع ہے کہ ان سے قربت رکھنے والے لوگ، اُن پر ایمان لائے ، حالانکہ وہ اُن کے اسرار ورموز سے پوری طرح واقف تھے اور اگر انہیں ان کی صداقت میں ذرہ برابر بھی شبہ ہوتا تو اُن پر وہ ہرگز ایمان نہ لاتے۔''

پس ایک انسان کی سچائی پر اپنوں، پرایوں، دوستوں اور دشمنوں سب کا اتفاق کرلینا ایسی عظیم الشان شہادت ہے جو ہمارے نبیؐ کی راستبازی اور سچائی کی زبردست اور روشن دلیل ہے۔

نرم اور پاک زبان کا استعمال

حسب ارشاد باری کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آپؐ کو نرم کر دیا ہے۔(آل عمران:107) آپؐ کی گفتگو میں تلخی تھی نہ تیزی ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھا کر وضاحت اور نرمی سے آپؐ اس طرح کلام فرماتے کہ بات ذہن نشین ہوجاتی۔تین دفعہ بات دہراتے تھے۔

(مسنداحمدبن حنبل)

کوئی بھی عزم کرلینے کے بعدآپؐ خدا پر کامل بھروسہ رکھتے۔ جب آپؐ تین دفعہ کوئی بات کہہ دیتے تو اسے کوئی پلٹا نہیں سکتا تھا۔لیکن آپؐ کبھی صحابہؓ کی طاقت سے زیادہ ان کو حکم نہ دیتے تھے۔

(مسنداحمد بن حنبل)

آنحضورؐبغیر ضرورت کے گفتگو نہ فرماتے تھے اور جب بولتے تھے تو فصاحت و بلاغت سے بھر پور نہایت بامعنی کلام فرماتے ۔خود بات شروع کرتے اور اسے انتہا تک پہنچاتے ۔آپؐ کی گفتگو فضول باتوں اور ہر قسم کے نقص سے مبرّا اوربہت واضح ہوتی تھی۔اپنے ساتھیوں سے تلخ گفتگو نہیں کرتے تھے۔نہ ہی انہیں باتوں سے رسوا کرتے تھے۔معمولی سے معمولی احسان کا ذکر بھی تعظیم سے کرتے اور کسی کی مذمت نہ کرتے۔کسی پر محض دنیوی بات کی وجہ سے ناراض نہ ہوتے البتہ جب کوئی حق سے تجاوز کرتا توپھر آپؐ کے غصہ کوکوئی نہ روک سکتا تھا اور ایسی بات پرآپؐ سزا ضرور دیتے تھے مگر محض اپنی ذات کی خاطر غصے ہوتے تھے نہ انتقام لیتے تھے۔غصے میں منہ پھیر لیتے تھے۔خوش ہوتے تو آنکھیں نیچی کرلیتے۔مسکراتے تو سفید دانت اس طرح آبدارہوتے جیسے بادل سے گرنے والے اولے۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت جابرؓ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ کی گفتگو میں بھی ایک ترتیب اور حُسن ہوتا تھا۔ (سنن ابوداؤد)

امّ معبد کی روایت کے مطابق رسول اللہؐ شیریں بیان تھے۔ آپؐ کی گفتگو کے وقت ایسے لگتا تھا جیسے کسی مالا کے موتی گررہے ہوں۔ (حاکم مستدرک)

زیادہ تر آپؐ کی ہنسی مسکراہٹ کی حد تک ہوتی تھی۔ مسکرانا توآپؐ کی عادت تھی۔صحابہؓ کہتے ہیں ''ہم نے حضورؐ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ تمتما اُٹھتا تھا۔''

(مسند احمدبن حنبل)

آپؐ کی گفتگو خشک نہ تھی۔بلکہ ہمیشہ شگفتہ مزاح فرماتے تھے۔ مگر مذاق میں بھی کبھی دامن صدق نہ چھُوٹا۔فرماتے''میرے منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔''

(طبرانی)

جہاں تک اہل خانہ سے آپؐ کے حسنِ سلوک کا تعلق ہے آپؐ نے کبھی گھروالوں کوبُرا بھلا نہیں کہا، گالی نہیں دی۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کا بڑے دکھ کے ساتھ ذکر فرمارہے تھے ۔ اتنے میں وہ شخص ملنے آگیا۔آپؐ اس کے ساتھ بہت نرمی اور ملا طفت سے پیش آئے۔میں نے پوچھا کہ ابھی تو آپؐ اس کی بدسلوکی کا تذکرہ فرمارہے تھے۔پھر اس کے ساتھ اس قدر نرم کلامی کیوں اختیار کی۔آپؐ نے ایک جملہ میں نہ صرف حضرت عائشہؓ کی حیرت کا جواب دے دیا بلکہ خوش گفتاری کی اپنی دائمی صفت پر خود حضرت عائشہؓ کو گواہ ٹھہراتے ہوئے کیا خوب فرمایا ''یَا عَائِشَۃُ مَتٰی عَاھَدْتِنِیْ فَحَّاشًا'' اے عائشہؓ! اس سے پہلے میں نے کب کسی سے بدکلامی کی ہے جو آج کرتا۔حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کوئی درشت کلمہ اپنی زبان پر نہ لائے۔

(صحیح بخاری)

فہیم احمد خادم ۔ گھانا

جلسہ سالانہ کی آمد اور خدام کے اجتماعی وقارِ عمل

وقارِعمل جماعتِ احمدیہ عالگیر کا طرہ امتیاز ہے۔جماعتِ احمدیہ کا جلسہ سالانہ جنوری 2020ء کے پہلے ہفتے میں ہو گا۔جس کے لئے جلسہ گاہ ''باغِ احمد'' میں تیاریوں کے حوالے سے بہت کام کی ضرورت ہے۔

خدا کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ گھانا اس کام میں پیش پیش ہے۔ایک پلان کے مطابق قریبی ZONES کے خدام کو باری باری بلا کر جلسہ گاہ کی تیاری کا کام جاری ہے۔اس میں جڑی بوٹیوں کا کاٹنا ،زمین کو ہموار کرنا،کار پارکنگ، رہائش گاہ اور کچن وغیرہ کی جگہوں کی صفائی کر کے انہیں استعمال کے قابل بنانا شا مل ہے۔24 نومبر 2019ء سے باقاعدگی سے خدام الاحمدیہ کی ایک بڑی تعداد روزانہ یہاں آکر وقارِ عمل میں حصہ لیتی ہے۔اس میں مندرجہ ذیل ZONES کے خدام نے کام کیا۔

Accra,Mangoase,Mankessim,Asiku-
ma,Bedum,Kaso,Abura Zone

علاوہ ازیں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول ایسارچر کے طلباء نے بھی اس وقارِ عمل میں حصہ لیا۔وقارِ عمل کی نگرانی متہم وقارِ عمل Mr.Mustapha Kofi Amissah نے کی۔اس وقارِ عمل کا مقصد جلسہ سالانہ پر آنے والے قریباً 40 ہزار مہمانوں کے لئے سارے انتظامات کرنا ہیں۔اس وقارِ عمل میں 500 سے زائد خدام نے حصہ لیا ۔

تعارف کتب

گُل ہائے محبت
حضرت مصلح موعودؓ کی حسین یادیں

نام کتاب: گل ہائے محبت ۔ حضرت مصلح موعودؓ کی حسین یادیں
مصنفہ: حضرت سیدہ مریم صدیقہ (چھوٹی آپا)
مرتب: ڈاکٹر سید غلام احمد فرخ
ضخامت : 115 صفحات
ناشر : اسلام انٹر نیشنل پبلیکیشنز یوکے

حضرت مصلح موعودؓ کے مسیحی نفس سے برکت پانے والی حضرت سیدہ مریم صدیقہ(چھوٹی آپا) نے حضرت مصلح موعود کے عقد میں آنے کے بعد اپنی زندگی کو حضورؓ کے لئے وقف کردیا اور حضورؓ کی تربیت کے تحت سارا وقت گزارا ۔ آپ کی زندگی حضرت مصلح موعود کے ساتھ مکمل طور پر جُڑی ہوئی تھی۔حضرت مصلح موعود کی خواہش پر آپ نے شادی کے بعد لجنہ اماء اللہ کی خدمات اور دینی کاموں میں حضورؓ کا ساتھ دینا شروع کیا۔اس لحاظ سے حضرت چھوٹی آپا نے حضرت مصلح موعودؓ کے بابرکت وجود کو بہت نزدیک سے مشاہدہ کیا اور حضور کی دینی، جماعتی، علمی،تربیتی اور تعلیمی امور پر دسترس خاص طور پر طبقہ نسواں اور لجنہ اماء اللہ پر حضورؓ کے احسانات اور نظریات کا قریب سے مطالعہ کیا۔ حضرت چھوٹی آپا اپنے اسی مشاہدہ اور مطالعہ کی روشنی میں اکثر مضامین اور یادداشتیں قلمبند فرماتی رہتی تھیں جو مختلف اخبارات ورسائل وغیرہ میں شائع ہوتے تھے۔ ڈاکٹر سید غلام احمد فرخ ان مضامین اور تحریرات کو ایک عرصہ سے اکٹھے کرتے چلے آرہے تھے۔ دن رات کی محنت شاقہ کے بعد آخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور آپ کی کاوش کا خوبصورت نتیجہ ایک نادر اور نایاب کتاب کی اشاعت کے طور پر سامنے آیا جو جماعتی لٹریچر میں گرانقدر اضافہ ہے۔یہ کتاب اس وقت میرے سامنے ہے ، اتنی دلچسپ اور معلومات افزاء ہے کہ پڑھنا شروع کیا جائے تو ایک نشست میں ہی مکمل کرنے کو دل کرتا ہے۔

اس دلچسپ اور تاریخی یادداشتوں پر مشتمل کتاب میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت مصلح موعودؓ کے مضامین اور تحریرات شامل کی گئی ہیں جو آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی مبارک سیرت و سوانح کی جھلکیاں ،حضرت مصلح موعودؓ کی اہلی زندگی ، پیشگوئی مصلح موعود اور اس میں بیان ہونے والی علامات کا ذکراور طبقہ نسواں پر حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات اور نظریات جیسے اہم اور وقیع موضوعات پر تحریر فرمائیں۔ان میں سے اکثر مضامین جماعت کے مختلف اخبارات ، رسائل اور کتب میں شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن چند ایسے بھی ہیں جو اس سے قبل شائع نہیں ہوئے۔ یہ غیر مطبوعہ مضامین یا نوٹس مرتب کتاب ہذا مکرم ڈاکٹر غلام احمد فرخ کو مختلف جگہوں سے دستیاب ہوئے اور یہ تمام مضامین ان کے پاس ریکارڈ کے طور پر موجود ہیں۔ یہ سب خاکسار راقم الحروف کو بھی دیکھنے اور پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔اس کتاب کا حسن یہ ہے کہ ان مضامین کو اصل صورت میں ہی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے اور خلفاء کرام کے ناموں کے ساتھ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دعائیہ الفاظ اسی طرح رہنے دیئے گئے ہیں جس طرح حضرت چھوٹی آپا نے تحریر کیا تھا۔مرتب نے اس کتاب کو اپنی والدہ محترمہ صاحبزادی امۃ المتین بیگم صاحبہ کے نام معنون کیا ہے۔

مکرم ڈاکٹر فرخ موصوف حضرت چھوٹی آپا کے نواسے ہیں لیکن حضرت چھوٹی آپا نے آپ کو بیٹا بنایا ہوا تھا۔اسی حوالے سے ڈاکٹر صاحب ان کو اُمی کہہ کر بلاتے ہیں۔ اس کتاب میں جہاں انہوں نے اپنی تحریر میں حضرت چھوٹی آپا کا ذکر کیا ہے وہاں اُمی لکھا ہے۔کتاب کے آخر پر انہوں نے حضرت چھوٹی آپا کی سیرت و سوانح پر بہت عمدہ مضمون سپرد قلم کیا ہے ۔اس میں مرتب لکھتے ہیں: مجھے بالکل بچپن سے ہی حضرت سیدہ مریم صدیقہ نے پالا ، ان کی زندگی کا ایک بڑا حصہ میری نظروں کے سامنے گزرا ہے ان کی بے انتہاء محبت اور شفقت مجھ پر رہی ہے ۔ کہنے کو تو مرتب کتاب ہذا کا تحریر کیا ہوا یہ مضمون حضرت چھوٹی آپا کی سیرت کی جھلک ہے لیکن اس میں حضرت مصلح موعودؓ کی اچھوتی باتیں،پرحکمت نصیحت کے طریقے، تربیت کے حسین اسلوب اورحضرت چھوٹی آپا کے حوالے سے حضرت مصلح موعودؓ کی پاک اور مطہر سیرت و سوانح پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ سے حضرت چھوٹی آ پا کے قلبی تعلق کے بارے میں اسی مضمون میں مرتب لکھتے ہیں: آپ کی زندگی حضرت مصلح موعودؓ سے ایسے مکمل جُڑی ہوئی تھی کہ جس پرایک جان دو قالب کا محاورہ مکمل طور پر صادق آتا ہے ۔ حضورؓ کی وفات کے بعد ساری عمر آپ نے حضورؓ کا ذکر ایسے جاری رکھا جیسے حضور زندہ ہیں اور جو تربیت حضورؓ نے آپ کی فرمائی تھی اسی کے مطابق آپ اپنی زندگی گزارتی رہیں ۔

اس کتاب میں 12 مضامین اور نوٹ شامل کئے گئے ہیں ان میں سے چند کا مختصر جائزہ اورخلاصہ پیش ہے۔ پہلا مضمون حضرت مصلح موعودؓ کے طبقہ نسواں پر احسانات کے بارے میں ہے، حضرت چھوٹی آپا لکھتی ہیں، خوش قسمتی سے طبقہ نسواں کے لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وجود باجود ابر رحمت ثابت ہوا۔ حضور نے عورتوں کے حصہ کی تمام شقوں کو کامل طور پر قائم فرمایا۔مستورات سلسلہ کو اس قدر بلند کیا کہ وہ ہمیشہ کے لئے آپ کی ذات کے طفیل سر بلند ہو گئیں ۔ چنانچہ سب سے پہلا احسان لجنہ اماء اللہ کا قیام ہے۔ اس کے ذریعہ آپ نے مستورات کی تربیت فرماکر ان میں احساس پیدا کیا کہ وہ بھی بنی نوع انسان کا ایک جزو لا ینفک ہیں اور قوموں کی ترقی و تنزل میں ان کا بھی ہاتھ ہے۔آپ نے جماعت کی ترقی کے لئے اس امر کو ضروری سمجھا کہ مستورات میں علم کی اشاعت ہو۔حضرت چھوٹی آپا نے اپنے اسی مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کے مندرجہ ذیل احسانات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔مستورات کے لئے تعلیم کے مواقع، شاخ دینیات کا قیام، مستورات کے لئے حضور کے درس، مستورات کا سالانہ جلسہ،مستورات کا اخبار تادیب النساء کا اجراء، تحریک جدید میں حصہ، وصیت کی تحریک، خلافت جوبلی فنڈ میں حصہ اور مجلس مشاورت میں حق نمائندگی ۔

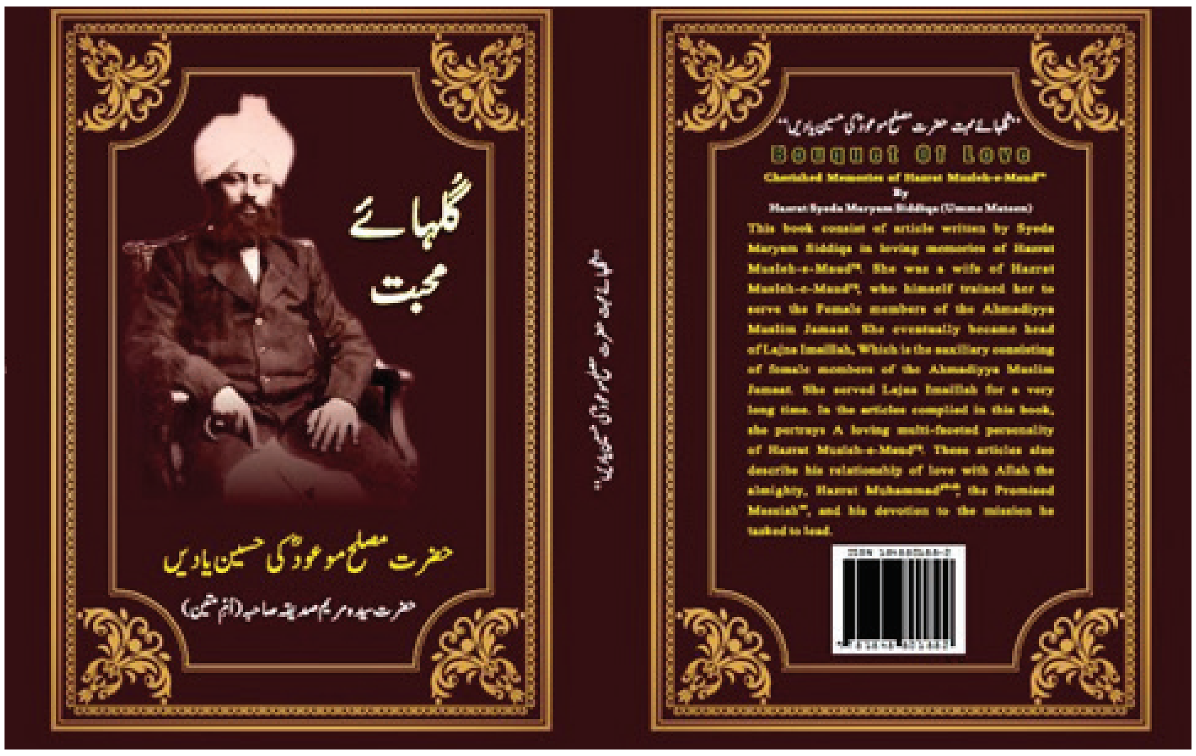

آپ نے اپنے ایک مضمون میں پیشگوئی مصلح موعودؓ پر جو طائرانہ نظر ڈالی ہے اس کے آغاز میں لکھتی ہیں: حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے ثبوتوں میں سے سب سے بڑا ثبوت آپ کی صداقت اور آپ کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا پیشگوئی مصلح موعودؓ ہے جو اپنے وقت پر جا کرنہایت شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔چار پانچ صفحات کے اس مضمون میں آپ نے عالمانہ طریق پر اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے ، آخر پر لکھتی ہیں: احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی اس سے واضح اور روشن کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ آفتاب تو چمک رہا ہے کوئی جان بوجھ کر اپنی آنکھیں بند کرے اور کہے کہ مجھے روشنی نظر نہیں آتی تو ایسے انسان کا علاج تو کسی کے پاس نہیں۔

حضرت چھوٹی آپا کی ایک ڈائری سے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرت کے بارے میں جو نوٹ شامل کتاب ہے، اس میں آپ تحریر کرتی ہیں۔حضرت فضل عمرؓ کی زندگی کا ہر قول اور ہر فعل خدا تعالیٰ کے اس قول کی شہادت دیتا رہا کہ آپ واقعی حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر تھے۔ آپ عاشق محبوب حقیقی،

عاشق رسول ﷺ اور عاشق قرآن تھے۔ لکھتی ہیں میرا اور آپ کا تیس سالہ ساتھ رہا۔ میں نے اس تمام عرصہ میں یہی مشاہدہ کیا کہ آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اور آپؓ کی تمام صلاحیتیں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے میں صرف ہوئیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی مقدس سیرت کی چند جھلکیاں ایک مضمون میں آپ نے تفصیل سے بیان کی ہیں جن میں ، اللہ تعالیٰ سے محبت،آنحضرت ﷺ اور قرآن مجید سے بے انتہا عشق،حضرت اماں جانؓ کی عزت و احترام، بھائیوں ، بہنوں،اولاد اور افراد جماعت سے غیر معمولی محبت کو بہت عمدہ طریق پر بیان کیا ہے گویا سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔

حضرت چھوٹی آپا نے اپنے ایک مضمون تعلیم نسواں کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا نظریہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے پُر معارف ارشادات درج کئے ہیں اور آخر پر یوں تحریر کیا: ان مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں جو میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی مختلف تقاریر سے جمع کئے ہیں آپ کا عورتوں کی تعلیم کے متعلق نقطہ نگاہ واضح ہو جاتا ہے۔ پھر لکھتی ہیں: پس میں اپنی نہایت عزیز بچیوں کو نصیحت کرتی ہوں کہ وہ مذہب سے بیگانگی اختیار نہ کریں ۔ قرآن سیکھیں کہ یہی تمام علوم کا سر چشمہ ہے۔ جہاں کئی گھنٹے وہ اپنی کالج کی تعلیم پر خرچ کرتی ہیں وہاں کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ قرآن مجید کا ترجمہ یاد کرنے ، مطلب سمجھنے اور مذہبی لٹریچر کے مطالعہ کے لئے لگائیں ۔

آپ نے الفضل یکم دسمبر 1968ء میں ایک مضمون بعنوان تین سال قبل کی ایک رات تحریر کیا جو صفحہ 3 اور 4 کی زینت بنا۔ اس میں آپ نے بہت پُر سوز اور دکھ بھرے انداز میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کا ذکر کیا۔ آغاز میں لکھا: تین سال قبل 7اور 8نومبر کی درمیانی رات تھی جب ایک پاک روح اس دنیا سے رشتہ توڑ کر اپنے رب کے حضور حاضر ہوئی ۔ جو لوگ اس وقت موجود تھے وہ اس وقت کا نظارہ کبھی بھول نہیں سکتے ۔ ہر ایک حیران تھا کہ کیا ہو گیا لیکن ہر دل اپنے رب کی رضا پر راضی تھا۔ وہ پاک روح جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا تھا جس کا اس دنیامیں آنا ازل سے مقدر تھا جس کے آنے کی خبر نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی دی گئی بلکہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کو بھی دی گئی تھی ۔ جس کی برکتوں سے قوموں نے زندگی پائی ۔

دل کرتا ہے کہ اس کتاب میں شامل حضرت چھوٹی آپا کے خوبصورت مضامین میں سے اور بھی چیدہ چیدہ اقتباسات یہاں ہدیہ قارئین کر دیئے جائیں لیکن اس طرح اصل کتاب پڑھنے کا مزا جاتا رہے گا۔احباب جماعت خاص طور پرلجنہ اماء اللہ کو چاہئے کہ اس مفید کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اس کتاب میں شامل تمام مضامین ہی ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کی پیشگوئی ہو یاسیرت کی جھلکیاں، اہلی زندگی ہو یا ذاتی ،ہر مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس نادرالوجود اور علمی نکات پر مشتمل کتاب کی اشاعت کرکے جماعتی لٹریچر میں مفید اضافہ کرنے پر مرتب مبارکباد کے مستحق ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(ایف شمس)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا احمدیہ مسلم ریسرچ ایسو سی ایشن کی سالانہ کانفرنس میں بصیرت افروز خطاب

امتِ مسلمہ کا علمی انحطاط اور احمدی محققین کی ذمہ داریاں

(ایوانِ مسرور اسلام آباد، 14 دسمبر 2019ء) سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنماز عشاء کے بعد ایوانِ مسرور میں تشریف لاکر احمدیہ مسلم ریسرچ ایسوسی ایشن (AMRA) کی دسویں ایک روزہ کانفرنس کی اختتامی تقریب میں رونق افروز ہوئے اوربصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس کانفرنس میں نو ممالک سے اڑھائی سو سے زائد نمائندگان شامل ہوئے تھے جن میں ڈیڑھ سو سے زائد مرد اور ایک سوکے قریب خواتین تھیں جنہوں نے پردے کی رعایت کے ساتھ اس تقریب میں بھرپور شرکت کی۔ جبکہ ان میں سے انیس ممبران بیرونی ممالک سے کانفرنس میں شمولیت کے لیے یہاں پہنچے تھے۔

اس تنظیم کا بنیادی مقصد قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے مختلف میدانوں میں تحقیق کر کے قرآنِ کریم اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا ہے۔ مزید برآں اس کے زیر انتظام احمدی مسلمان محققین کو ان کے کیریر کے حوالے سے رہنمائی بھی کی جاتی ہے۔

احمدیہ مسلم ریسرچ ایسوسی ایشن حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت منظوری سے مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے تحت 2009ء میں شروع ہوئی جب اس کا نام MKARA (مجلس خدام الاحمدیہ ریسرچ ایسوسی ایشن) تھا۔ محترم ٹومی کالون (سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ) نے نمائندہ الفضل سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں اس کا پہلا اجلاس 4مئی 2009ء کو محمود ہال مسجد فضل لندن میں ہوا تھا جس میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ ہر سائنس کے طالب علم خادم کو اس ریسرچ ایسوسی ایشن کا ممبر ہونا چاہئے۔ بعد ازاں 2016ء میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ریسرچ ایسوسی ایشن کو 'مجلس خدام الاحمدیہ ریسرچ ایسوسی ایشن' سے بڑھا کرمرد محققین کے لیے 'احمدیہ مسلم ریسرچ ایسوسی ایشن' (AMRA) (زیر انتظام مجلس خدام الاحمدیہ) اور خواتین ریسرچرز کے لیے AMRA Lajna (زیر انتظام لجنہ اماء اللہ) کے اجرا کی منظوری مرحمت فرمائی۔

ہرسال یہ ایسوسی ایشن اپنی سالانہ کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے جس میں احمدی ریسرچرز اپنی اپنی ریسرچ پیش کرتے ہیں جو سب شاملین کے لیے علم میں اضافہ کا موجب ہوتی ہیں۔

امسال AMRA کے دس سال پورے ہونے پر پہلی انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں برطانیہ سمیت نو ممالک سے محققین نے شرکت کی۔

اس کانفرنس کا آغاز صبح ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم ڈاکٹر حماد خان (چیئرمین AMRA سپروائزری بورڈ) نے استقبالیہ کلمات کہے۔ مکرمہ مدیحہ باری (صدر AMRA Lajna) نے سالانہ رپورٹ پیش کی جس کے بعد چیئرمین AMRA مکرم ڈاکٹر مدثر راشد نے AMRA کی دس سالہ تاریخ مختصربیان کی۔

اس کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں 'پودے دن بھر کیسے behave کرتے ہیں' کے موضوع پر مکرم ذکی احمد صاحب نے پریزنٹیشن دی۔ بعد ازاں مکرم احمد نور الدین جہانگیر خان (مربی سلسلہ ریویو آف ریلیجنز)نے 'اسلام اور سائنس کے تناظر میں 'شکر' کا تصور' کے موضوع پر تقریر کی۔

وقفے کے بعد تیسرے سیشن کا آغاز ہوا جس میں ڈاکٹر امۃ الشافی سمیع، سوہا مریم نے اپنے تحقیقی مقالہ جات اور پروفیسر امۃ الرزاق کارمائیکل Carmichael صاحبہ نے اپنی تقریر پیش کی۔

نمازِ ظہر و عصر کے بعد پروفیسر عاطف میاں (امریکہ) نے اقتصادیات سے متعلق معلوماتی لیکچر دیا اور حاضرین کے سوالات کے جوابات دیے۔

اس کے علاوہ طاہر احمد عبدالسلام، ڈاکٹر حکیم بکاری، پروفیسر سہیل حسین و دیگر نے بھی اپنی تحقیقات و تقاریر پیش کیں۔

نمازِ مغرب کے بعد ایک پینل سیشن ہوا جس کے ممبران نے گفتگو کے بعد حاضرین کے متفرق سوالوں کے جوابات دیے۔ ان تحقیقی مقالہ جات کے علاوہ اس کانفرنس کے دوران تین نمائشیں بھی لگائی گئیں جن میں ہیومینٹی فرسٹ، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ مسلم آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز اور ریویو آف ریلیجنز کی نمائشیں شامل تھیں۔ مزید برآں طب، طبیعیات، تاریخ، کیمیا اور سوشل سائنسز وغیرہ کے موضوع پر پندرہ تحقیقی پوسٹرز بھی کانفرنس ہال میں آویزاں کیے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری

اس کانفرنس کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزکی تشریف آوری اور پر معارف خطاب تھا۔ حضور پُر نور نمازِ عشاء کے بعد آٹھ بج کر ستائیس منٹ پرایوانِ مسرور میں رونق افروز ہوئے۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے حضورِ انور کا استقبال کیا۔ حضورِ انور نے ایسوسی ایشن کی طرف سے پیش کردہ کیک کو کاٹا اور اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرم احمد نورالدین جہانگیر خان نے کی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ الانبیاء کی آیات 31، 32 کا ترجمہ انس احمد رانا نے انگریزی میں پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عبدالقدوس عارف صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے حضورِ انور کے ارشاد پر رپورٹ پیش کی۔

حضورِ انور کا بصیرت افروز خطاب

بعد ازاں 8 بج کر 39 منٹ پر حضورِ انور منبر پر رونق افروز ہوئے اور اپنے خطاب بزبانِ انگریزی کا آغاز تشہد، تعوذ اور تسمیہ سے فرمایا جس کے بعد سورۃ آلِ عمران کی آیات 191 اور 192 کی تلاوت کی اور ان کا انگریزی ترجمہ پیش فرمایا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غوروفکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج آپ پہلی بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ کی کانفرنس بہت مفید ثابت ہوئی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جن کی تلاوت میں نے ابھی کی ہے آسمان اور زمین کی تخلیق کے حوالہ سے ذکر فرمایا ہے اور ہمیں ترغیب دلائی ہے کہ ہم آسمان اور زمین کی تخلیق کے بارے میں سوچیں اور غور کریں۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں عطا کی ہیں اورجو کچھ ہمارے لیے بنایا ہے ہماری بہتری کے لیے پیدا کیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کائنات کے حوالہ سے جو بھی باتیں بیان کی ہیں انسان جب ان کے بارہ میں سوچتا ہے تو انسان اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتا ہے ۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جب کائنات پر غور اور فکر کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ خدا تعالیٰ موجود ہے۔ جب انسان رات اور دن کے آگے پیچھے آنے پر غور کرتا ہے تو اسے یہ بات ماننی پڑے گی کہ خدا تعالیٰ ہی اس نظام کا خالق ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے کائنات کی تخلیق کو سمجھنے کے حوالہ سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس کے حضور جھکا جاتا ہے تاکہ کائنات کی باریکیاں معلوم ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے راز کھولتا ہے اور لوگوں کی رہ نمائی فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی تخلیق کے بارے میں مسلسل سوچنے کے بعد انسان خدا تعالیٰ کو پہچاننے لگ جاتا ہے۔

حضور انور نےسورۃ آلِ عمران کی تلاوت کردہ آیات کے حوالے سے فرمایا کہ ان میں ایک سچے مومن کی علامات ہیں اوریہی ان کے لیے کامیابی اورعزت کا موجب ہیں۔

حضور انور نے تمام احمدی سائنسدانوں اور محققین کو متوجہ فرمایا کہ وہ بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی تحقیقات اور علمی کام بجا لائیں۔ اگر اس طرح وہ کام کریں گے تو خدا تعالیٰ قدم قدم پر ان کی تائید اور نصرت فرمائے گا۔ دنیا دار لوگ سائنسی تحقیقات صرف دنیاوی فوائد کے لیے بجالاتے ہیں جبکہ اس کے مقابلہ پر ایک مومن کی تحقیق نہ صرف دنیاوی ترقی کا باعث بنتی ہے بلکہ دنیاکے سامنے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت بھی مہیا کرنےوالی ہوتی ہے۔اس طریقے سے کام کرنے کے بارے حضور انور نے مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی مثال بیان فرمائی کہ انہوں نے اس نہج پر کام کیا اور اعلیٰ کامیابی سے ہم کنار ہوئے۔

احمدی سائنسدانوں کو نصیحت فرماتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرتے ہوئے اپنے علمی کام سر انجام دیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عظمت آپ کے دل و دماغ میں اچھی طرح راسخ ہونے چاہئیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے گا۔

حضور انور نے ایک تاریخی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک سیّاح، ڈاکٹر کلیمنٹ Wragge قادیان تشریف لائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے سائنس کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔ اس دوران حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ سائنس جتنی مرضی ترقی کر لے وہ کبھی بھی خدا تعالیٰ کی ہستی اور قرآن کریم کی تعلیم کو جھٹلا نہیں سکے گی بلکہ ہر ترقی اس کی صداقت کو مزید روشن تر کرے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم اپنے متبعین کو علم کے حصول سے نہیں روکتا بلکہ اس کی ترغیب دلاتا ہے۔ صرف مخلوق خدا کی تغیریاغیر فطرتی عمل بجا لانے سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے جس سے انسان اپنی حدود سے نکل کر خدا کے دائرہ کار میں آجاتا ہے۔ اس کا نتیجہ نہ صرف اگلے جہان میں جہنم ہو گا بلکہ اس دنیا کو بھی جہنم بنانے کا موجب ہوتا ہے۔ پس اس اصل کو احمدی سائنسدانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے اور صرف ایسے تحقیقاتی کام کرنے چاہئیں جن سے انسانیت کو فائدہ ہو۔ یہ ایک احمدی سائنسدان

کا طرہ امتیاز ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی تحقیقات بجا لائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ کئی مسلمان سائنسدانوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں سائنس کے بہت سے میدانوں میں غیرمعمولی کردار ادا کیا ۔

حضور انور نے ایک آرٹیکل کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمان سائنسدان آغاز میں سائنس کے میدان میں بہت ترقی یافتہ تھے۔ اور کئی ایجادات جو اُس وقت کی گئیں وہ آج بھی مختلف شعبوں میں فائدہ مند ثابت ہو رہی ہیں۔ ابن سینا کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ صدیوں میں طب کے میدان میں ان کی تحقیقات پڑھی جاتی تھیں اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔

ایک اور آرٹیکل کاحوالہ دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ عیسائیت اور اسلام اگر سائنس میں آپس میں ہم آہنگی سے کام کریں تو بہت ترقی ہو سکتی ہے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی سائنسی کتب اور صحیفوں کا ترجمہ عربی زبان سے ہوا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا: جب مسلمان خدا تعالیٰ سے دور ہوتے گئے تو اُن کی سوچیں اورعلمی صلاحیتیں بھی زوال کا شکار ہوتی گئیں۔ اُن کا انحصار اپنے جدید آلات پر رہ گیا ۔ دنیا اب بھی اس اسلام کے اُس دور کی تعریف کرتی ہے کہ سائنس کے میدان میں مسلمان اس وقت بہت آگے گئے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب مسلمانوں میں علم کی طلب نظر نہیں آتی۔ ایک اور آرٹیکل کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس آرٹیکل میں لکھا ہے کہ سولہویں صدی میں مسلمانوں کی سائنسی پراگریس زوال پذیر ہو چکی تھی۔ اسی آرٹیکل میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ مسلمان ملکوں میں صرف دو سائنسدان ایسے ہیں جنھیں نوبیل انعام ملا ہے۔ 1989ء میں امریکہ نے دس ہزارسائنسی پرچے شائع کیے تھے جن میں سے صرف 4 عرب ممالک کے تھے۔ غرض اس آرٹیکل میں تفصیل کے ساتھ مسلمانوں کے سائنسی زوال کا ذکر تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس دور میں یہ احمدی سائنسدانوں کا کام ہے کہ وہ آگے آئیں اور اس چیلنج کو قبول کریں کہ سائنسی میدان میں ترقی کرنی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدی مسلمانوں کے لیے یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ ایسے زمانے میں اسلام کی عزت کو دوبارہ بحال کریں اور اس کھوئی ہوئی شان کو دوبارہ حاصل کریں۔

جماعت کی روایت کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والوں کو گولڈ میڈل دیا جاتا ہے۔ یہ روایت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نےڈاکٹر عبد السلام صاحب کا نوبیل انعام حاصل کرنے کے کچھ عرصہ بعد قائم فرمائی تھی اور اس حوالہ سے فرمایا کہ سائنس میں غیر معمولی ترقی کرنے والوں کو یہ انعام دیا جائے۔ ساتھ ہی آپؒ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ احمدیت کی اگلی صدی میں ایک سوعبد السلام جماعت کو عطا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت کی دوسری صدی کو بھی تین دہائیاں گزر چکی ہیں مگر اب تک ہم اس معیار کے سائنسدان نہیں پیدا کر سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میں نے مختلف سائنسدانوں کو براہ راست یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہدایت کی ہے کہ وہ اعلیٰ سائنسی تحقیقات کریں مگر اس حوالے سے زیادہ کام نہیں ہوا۔ امریکہ میں AMRA کی قائم تنظیم نے کچھ حد تک کام کیا ہے مگر وہ بھی اس اعلیٰ معیار تک نہیں پہنچا جہاں تک ہمیں پہنچنا چاہیے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج آپ لوگوں کو یہاں سے جاتے ہوئے مصمم ارادہ کرنا چاہیے کہ ہم نے ڈاکٹرعبدالسلام صاحب کے نقش قدم پر چلنا ہے اور پرانے مسلمانوں کے نام کو روشن کرنا ہے اور سائنس کے میدان میں اعلیٰ کردار ادا کرنا ہے۔ اس کے لیے شوق اور جذبے سے کام کرناہوگااور ہمیشہ خدا تعالیٰ کےآگے جھکتے ہوئے اس کی عظمت کو یاد رکھ کے کام کرنا ہو گا۔

آخر پر حضور انور نے دعا کی کہ اللہ کرے کہ ہم وہ دن طلوع ہوتا دیکھیں جس میں احمدی سائنس دان اور محققین سائنس کے میدان میں اعلیٰ کردار ادا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

حضور انور کا معرکہ آرا اور بصیرت افروز خطاب نو بج کر 18 منٹ پر اختتام پذیر ہوا جس کے بعد حضورِ انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں شرکائے تقریب کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ حضور پُر نور نے عشائیے میں شرکت فرمائی۔

تقریباً پونے دس بجے حضورِ انور اسٹیج سے نیچے تشریف لائے اور AMRA کی انتظامیہ کی تصاویر ہوئیں۔ بعد ازاں حضورِ انورایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال سے تشریف لے گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور پُرنور کا معرکہ آرا اور بصیرت افروز تاریخی خطاب سائنسی میدان میں علم کی متلاشی آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ اور مسلمانوں کی علمی و تحقیقی میدانوں میں ترقیات کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافتِ احمدیہ کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 17دسمبر2019ء)

❁❁❁❁

ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔کینیڈا

ریشہ دار غذاؤں کی اہمیت

سوال و جواب کی شکل میں

س۔ ریشہ (فائبر) کیا ہے؟

ج۔ فائبر (ریشہ) درختوں اور پودوں کے ڈھانچے کو قائم کرتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کوئی پودا سیدھی حالت میں کھڑا نہ ہو سکتا۔

س۔ غذائی ریشہ کیا ہے؟

ج۔غذائی ریشہ نباتاتی خوراک کے ان حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔جنہیں انزائم یا معدے کی دیگر رطوبتیں حل نہیں کر سکتیں ۔

س۔ غذائی ریشہ صحت میں کیا کردار ادا کرتا ہے؟

س۔یہ غذائی ریشہ صحت کو برقرار رکھنے اور امراض کو دور کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے ۔اس امر کے کافی شواہد موجود ہیں۔ کہ اناج کو مشینوں کے ذریعہ پیس پیس کر مصفا بنانے اور شکر کو صاف شدہ چینی میں ڈھالنے کا جو مصنوعی عمل ایک صدی پہلے شروع ہوا تھا ۔ اس نے غذاؤں کو صرف ریشوں سے ہی نہیں پاک کیا ۔ بلکہ انسانوں کو کئی بیماریوں میں بھی مبتلا کر دیا ہے۔

س۔ تازہ تحقیق کے مطابق ریشہ دار غذاؤں کے کیا فوائد ہیں؟

ج۔ تازہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ریشہ دار خوراک معقول حد تک استعمال کرنے سے مٹاپے۔ کولون (اندھی آنت) کے کینسر۔ امراض دل۔ پتے کی پتھری۔ آنتوں کی سوزش اور ان میں چھید ہو جانے اور ذیابیطس کی بیماریوں سے نجات پانے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

س۔ تحقیقی مطالعے کے مطابق اس کی کیا تصدیق ہوئی ہے؟

ج۔ تحقیقی مطالعے سے اس امر کی بھی تصدیق ہوئی ہے کہ غذائی ریشہ متعدد افعال سرانجام دینے والے عناصر کا ایک مجموعہ ہے ۔ یہ واحد فعل انجام دینے والا واحد عنصر نہیں ہے ۔ جیسا کہ کچھ عرصہ پہلے فرض کر لیا گیا تھا ۔

س۔ ریشہ دار غذاؤں کے فعلیاتی اثرات کیا ہیں؟

ج۔ غذا میں موجود فائبر آنتوں کے فعل اور کارکردگی کو بہتر بناتا ہے ۔ اور پاخانے کا وزن بڑھا کر اس میں نرمی بھی پیدا کرتا ہے۔ یہ نرمی ایک خاص گیس کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جو فائبر پر بیکٹیریا کے ایکشن کا نتیجہ ہوتی ہے۔

س۔ کھانے میں فائبر کیا کام سر انجام دیتے ہیں؟

اگر کھانے میں فائبر جتنا زیادہ ہو بڑی آنت کی اس مخصوص حرکت کو جو فضلے کو آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ اتنی ہی زیادہ قوت ملتی ہے ۔

س۔ کھانے میں فائبر قبض پر کیا اثرات ڈالتے ہیں؟

ج۔ کھانے میں اگر فائبر زیادہ پائے جائیں تو اس کے نتیجے میں قبض کشائی ہوتی ہے۔ قبض کئی شدید اور پرانی بیماریوں کو جنم دیتی ہے۔ اس کے ختم ہونے سے ان کے ازالہ کی بھی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

س۔ کھانے میں فائبر کی مقدار بڑھانے سے کیا فائدہ ملتا ہے ؟

ج۔ ایک حالیہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ آنتوں کی سوزش۔اسہال اور قبض کے مریضوں کو اپنے کھانوں میں غذائی فائبر کی مقدار بڑھانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ زیادہ فائبر والی غذا بڑی آنت کے اندر کے افعال میں باقاعدگی پیدا کرتی ہے۔ جس سے دونوں (قبض اور اسہال والے) مریضوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

س۔ غذائی فائبر بڑی آنت میں کیا کام کرتے ہیں؟

ج۔ غذائی فائبر بڑی آنت میں بیکٹیریا بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ ان کی افزائش کے لیے نائٹروجن درکار ہوتی ہے۔ اس سے خلیات کے اندر سرطانی تبدیلیاں پیدا ہونے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

س۔ فائبر خوراک میں کولیسٹرول کے لیے کیا کردار ادا کرتے ہیں ؟

ج۔ فائبر خوراک میں کولیسٹرول کے انجذاب کو گھٹاتا ہے۔ اور ہاضمے کے عمل کے دوران خوراک میں شوگر کے انجذاب کی رفتار کو بھی سست بنا دیتا ہے۔

س۔ بعض دیگر اقسام کے فائبر خوراک میں کیا اہم کردار کرتے ہیں ؟

ج۔ بعض دیگر اقسام کے فائبر اشیائے خوراک کا گاڑھاپن بڑھا دیتے ہیں ۔

س۔ یہ گاڑھا پن کیا کام کرتا ہے؟

ج۔ یہ گاڑھا پن لبلبے کی پیدا کردہ انسولین کی ضرورت کو بالواسطہ طور پر کم کر دیتا ہے۔ اسطرح زیادہ فائبر کی مقدار والی خوراک ذیابیطس کی شدت کو کم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔

س۔ فائبر کے ماخذ کیا ہیں ؟

ج۔ فائبر کے ماخذ میں سب سے نمایاں ناصاف کردہ گندم کا چوکر۔ بھوسی۔ سالم اناج مثلاً چاول۔ گندم۔ جو۔ رائی۔ جوار۔ دالیں مع چھلکا۔ ٹماٹر۔ گاجر۔ چقندر۔ شلجم کینوں مالٹا۔ آم۔ امرود۔ گوبھی۔ کلفہ اور سلاد ہیں ۔

س۔ فائبر کے ماخذ میں فائبر کا تناسب کیا ہوتا ہے؟

ج۔ گندم کے چوکر اور بھوسی کے 100 گرام میں 10.5 سے لے کر 13.5 گرام فائبر ہوتا ہے۔

س۔ سالم اناج میں فائبر کا کتنا تناسب ہوتا ہے؟

ج۔ سالم اناج میں مثلا گندم۔ چاول۔ جو۔ رائی۔ جوار میں ایک فیصد تا دو فیصد بادام اور اخروٹ میں دو فیصد تا پانچ فیصد۔ پھلیوں میں 1.5 تا 1.7 فیصد ہوتا ہے۔

س۔ سبزیوں میں فائبر کتنے تناسب میں ہوتا ہے؟

ج۔ سبزیوں میں 0.5 سے 1.5 فیصد ہوتا ہے۔ اور تازہ فروٹ میں بھی 0.5 سے 1.5 فیصد تک ہوتا ہے۔

س۔ خشک میوہ جات میں فائبر کتنے تناسب ہوتا ہے؟

ج۔ خشک میوہ جات میں ایک تا تین فیصد شامل ہوتا ہے۔

س۔ جن غذاؤں میں فائبر بالکل نہیں ہوتا وہ کونسی ہیں ؟

ج۔ جن غذاؤں میں فائبر نہیں ہوتا ان میں گوشت۔ مچھلی ۔ انڈے ۔دودھ ۔پنیر۔فیٹس اور چینی وغیرہ شامل ہیں ۔

س۔ سب سے زیادہ فائبر کن غذاؤں میں ہوتا ہے؟

ج۔ بھوسی یا چوکر جو اناج کا چھلکا ہے۔ ان میں غذائی فائبر کی مقدار سب سے زیادہ ہوتی ہے ۔

س۔ فائبر خوراک میں قبض کشائی کے لیے کیاکام سر انجام دیتے ہیں ؟

ج۔ گندم ۔جئی ۔جوار۔مکئی ۔اور باجرے کا چوکر قبض کشائی کے لیے بہت مفید پایا گیا ہے۔ تجربے سے پتہ چلا ہے کہ جنگلی جئی کا چوکر کولیسٹرول (جسمانی چکنائی) کی سطح کو نیچے لانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

س۔ گندم۔ مئی اور جو کے چوکر میں کولیسٹرول کی کیا صلاحیت موجود ہے؟

ج۔ گندم۔مئی اورجو کے چوکر میں قبض کشائی اور جسمانی چکنائی (کولیسٹرول) کو کم کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

س۔ ان کو حقیقی غذا کیوں قرار دیا جاتا ہے ؟

ج۔ علاوہ ازیں کیونکہ ان میں لوہے۔ چونے۔ وٹامنز اور پروٹینز کی بھی کافی مقدار ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے اسے حقیقی غذاقرار دیا گیا ہے۔

☆ مشہور برطانوی فزیشن ڈاکٹر ڈینس پی بورکٹ کہتے ہیں کہ گندم اور چاول کا چوکر صحت مند غذاکا اہم ترین جزو ہے۔ جو قبض۔ بواسیراور انتڑیوں کے کینسر اور وریدوں کے پھول جانے اور دل کی رگوں میں انجماد خون روکنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں ۔

☆ڈاکٹر بورکٹ افریقی ممالک میں بڑا عرصہ کام کرتے رہے ہیں ان کا کہنا ہے انہوں نے ان ممالک کے دیہی علاقوں میں مشاہدہ کیا کہ حامل غذا کھانے والے افریقیوں میں متذکرہ بیماریاں نہ ہونے کے برابر ہیں ۔

س۔ دالوں میں فائبر کتنی مقدار میں موجود ہوتے ہیں ؟

ج۔ دالوں بمعہ چھلکا میں فائبر کے اجزاء خاصی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔جن میں سے زیادہ تر پانی میں حل پذیر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ جسمانی چربی کی سطح کو نیچے لانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

س۔ پھلوں اور سبزیوں میں فائبر کا موجود ہونا کیا کردار ادا کرتا ہے؟

ج۔ پھلوں اور سبزیوں میں جس طرز کے فائبرز پائے جاتے ہیں ۔ صحت کے لیے بڑے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے لیے خاص طور پر گاجر۔ ٹماٹر سٹرابری (ایک خاص قسم کا شہتوت) رس بیری۔ ناشپاتی اور امرود قابل ذکر ہیں۔

س۔ اچھی صحت کے لیے فائبرز کس مقدار میں درکار ہوتے ہیں ؟

ج۔ اس مسئلے پر کئی آراء موجود ہیں ۔ اس لیے دنیا کے ہر حصے میں لوگوں کے لیے فائبر کی ایک ہی مقدار مقرر نہیں کی جا سکتی ۔ بعض افریقی ممالک میں جہاں انحطاطی بیماریوں کی شرح بہت ہی کم ہے۔ ایک فرد تقریباً 150 گرام فائبر کھاتا ہے۔

☆فائبر کے برطانوی ماہر ڈاکٹر جان ایچ کمنگز کا کہنا ہے کہ تقریباً 30 گرام (تقریباً ایک اونس) فائبر روزانہ ایک آدمی کی کافی مقدار ہوتی ہے۔

س۔ آجکل میدہ کی مصنوعات کیک بسکٹ۔ چھنا ہوا مشینی آٹا وغیرہ کے استعمال کا عام رواج ہے۔ تو فائبر (ریشہ) کی کمی کس طرح پوری کی جائے۔ نیز سبزیاں پھل بھی عام آدمی کی مالی طاقت سے باہر ہیں ؟

ج۔ بازار سے ملنے والا چوکر خوب چھان کر صاف کر کے دو تاچار چمچ فی چپاتی کے حساب سے آٹے میں ملا کر اس کی روٹی تیار کرائی جائے ۔اس طریق سے فائبر کی کمی بآسانی پوری ہو سکتی ہے اور مطلوبہ فوائد جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

س۔ کیا فائبر (ریشہ) کی کمی پورا کرنے کا مزید کوئی آسان و سستا ذریعہ بھی ہے؟

ج۔ اسپغول سالم یا چھلکا دو تا چار چمچ روزانہ یا(حسب ضرورت کم و بیش) استعمال کر کے مذکورہ بالا فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ عالمی سطح پر اسپغول پر وسیع تحقیقات ہوئی ہیں اور مسلسل ہو رہی ہیں۔

س۔ کیا آجکل کی بیماریاں کولیسٹرول۔ ہائی بلڈ پریشر۔ ذیابیطس۔ امراض معدہ اور امراض قلب وغیرہ فائبر کے کم استعمال کا نتیجہ ہو سکتی ہیں ۔

ج۔ بلاشبہ آجکل ان امراض کی افواج کا عموماً یہی سبب ہے کہ فائبر کے استعمال میں کمی اور غیر قدرتی خوراک طرزِ زندگی ہیں ۔

خود اپنا جائزہ لیجئے ۔

قارئین کرام مذکورہ بالا مضمون بصورت سوال وجواب آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہم آپ سے چند سوالات پوچھتے ہیں۔

س۔آپ روزانہ کتنا فائبر (ریشہ)استعمال کرتے ہیں۔

س۔آپکی خوراک کیا ہے۔ سبزیاں۔ پھل۔ دالیں مع چھلکا۔ سلاد۔ ان چھنا آٹا۔ یا اضافی طور پر صاف شدہ چوکر ملا کر استعمال کرتے ہیں۔

س۔آپ خدا نخواستہ آج کل پائی جانے والی عام بیماریوں مثلاً قبض۔ ہائی بی پی۔ کولیسٹرول۔ ذیابیطس وغیرہ میں تو مبتلانہیں ہیں ؟

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 13دسمبر 2019ء کو ”روزنامہ الفضل لندن“ کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء فرما دیا ہے۔ آپ مندرجہ ذیل لنکس پر استفادہ اور رابطہ کر سکتے ہیں۔

Web Link:ویب لنک
www.alfazlonline.org

Android App اینڈرائیڈ ایپ
ANDROID APP ON Google play

(انشاء اللہ بہت جلد IOS ایپ بھی لانچ کر دی جائے گی)

Twitter:ٹویٹر
@alfazlonline

رابطہ، مضامین و اعلانات کے لئے
info@alfazlonline.org
0044-7493-785065
saeed.ahmad@alfazlonline.org
0044-7951-614020

”براہ مہربانی اس میسج کو اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو بکثرت بھجوائیں۔“

دعا کی درخواست کے ساتھ
جزاکم اللہ
سعید الدین احمد
(سیکرٹری کمیٹی روزنامہ الفضل لندن)

پروفیسر مجید احمد بشیر

قسط 4 آخر

استنبول (قسطنطنیہ) کی سیر

شمال کی جانب، یورپی استنبول کی طرف ساحل پر شاہانہ دولماباغچہ(Dolmabahçe) محل نظر آتاہے۔یہ 1856ء میں تعمیر کیا گیا تھا اور 1922ء میں سلطنت عثمانیہ کے خاتمے تک بادشاہوں کی قیام گاہ کے طور پر رہا۔مزید شمال میں استنبول شہر کا دل جسے ماڈرن استنبول کہتے ہیں نظر آتا ہے۔ یہاں سے اورتاکوئے (Ortakoy) مسجدکے پاس سے گزرتے ہوئے کروز نے ایشیئن استنبول کا رُخ کیا۔استنبول کی ایشین سائیڈ بھی تاریخ اور تعمیرات کے اعتبار سے کسی طور پر بھی یورپین استنبول سے کم نہیں۔ بیلاربیا (Beylerbeyi) محل کے پاس سے گزرے جو کہ موسم گرما میں شاہی رہائشگاہ اور سلطنت عثمانیہ کے دور میں غیر ملکی مہمانوں کے لئے گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

الغرض ڈیڑھ گھنٹے کے اِس ٹور میں باسفورس کے کنارے بسے ہوئے شہر کے خد و خال کا بخوبی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ یہ دونوں براعظموں میں استنبول کے زیادہ تر تاریخی مقامات کو دیکھنے کا ایک آسان اور تیز طریقہ ہے۔ شہر کی عمارتوں میں سر اُٹھائے مسجدوں کے مینار، فلک بوس عمارتیں، اور گنجان آباد شہر، ٹریفک کی چہل پہل، دونوں اطراف سیر کرانے والے جہازوں اور کشتیوں کی بھرمار ایک زندہ شہر کی تصویر کشی کرتی ہے۔ آبنائے باسفورس کی خوبصورت سمندری راہداری بحیرہ مرمر اوربحیرہ اسود کوملاتی ہے۔ قدرتی حسن سے مالامال پہاڑ باسفورس کے کنارے بنی خوبصورت عمارتیں نہایت دلفریب منظر پیش کرتی ہیں۔

استنبول کا قدیم علاقہ سات پہاڑیوں پر بنا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ استنبول کو ’’سات پہاڑیوں کا شہر‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ ہر پہاڑی کی چوٹی پر ایک مسجد بھی بنائی گئی ہے۔ شہر کی سیر کرتے ہوئے ہر طرف اسلامی تاریخ بکھری نظر آتی ہے ۔

اِن جہازوں میں چائے، کافی اور سوفٹ ڈرنکس کا بھی اہتمام ہوتا ہے اور عمومی طور پر کچھ حصہ کیبن کی صورت اور کچھ حصہ کھلا ہوتا ہے تاکہ سرد و گرم موسموں یا پھر بارش سے بھی محفوظ رہا جاسکے۔

باسفورس کے عین درمیان میں ایک جزیرے پرچھوٹا سا اکیلا ٹاور ہے ۔کہتے ہیں کہ کسی نے پیشگوئی کی تھی کہ بادشاہ کی بیٹی اپنی18 ویں سالگرہ پر زہریلے سانپ کے ڈسنے پر ہلاک ہو گی۔یہ سن کر بادشاہ نے شہر سے دور سمندر کے وسط میں یہ ٹاور تعمیر کروایا تاکہ اس کی بیٹی زمین سے دور اس میں رہے۔ اس خوشی میں بادشاہ نے اس کی سالگرہ پر بچی کو تحفہ میں پھولوں کی ٹوکری بھجوائی۔ لیکن عجیب بات ہوئی کہ 18ویں سالگرہ پر اس کی بچی ٹوکری میں چھپے سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئی۔ اسی لئے یہ کنواری دوشیزہ کا ٹاور Maiden's Tower کہلاتا ہے۔ہم نے کروز کے اس سفر کا آغاز غروب آفتاب سے چند لمحے قبل شروع کیا تھا۔باسفورس کے کنارے رنگین سورج کے غروب ہونے کا نظارہ بھی کیا مسحور کن تھا۔

اگلے دن صبح خوب جم کر ناشتہ کرنے کے بعد ہم گلاتا ٹاور کے لئے نکل پڑے۔ 14ویں صدی کا یہ گلاتا ٹاور محل سے 4 کلومیٹر دور گولڈن ہارن کے قریب واقع ہے، جو پتھروں سے بنی ایک 63 میٹر بلند عمارت ہے۔استنبول کارڈ بھی کیا نعمت ہے، ٹرام ہو، بس ہو یا کشتی ہر جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ ایک ہی کارڈ دو بندے بھی استعمال کر سکتے ہیں، صرف آپ کو دو دفعہ کارڈ مشین سے گزارنا ہو گا۔ بہرحال میٹرو کے ذریعہ ٹاور تک پہنچے۔

گلاٹاپل جو یورپی طرف کے شمالی حصوں کو جنوبی حصوں سے ملاتا ہے۔ نیلے باسفورس کے اوپر بنایا گیا ہے، سے گلاتا ٹاور تک کچھ پیدل بھی چلنا پڑتا ہے۔ پرانے شہر کے محلوں کی ٹیڑھی میڑھی گلیوں سے گزرتے ہوئے ، بہت ہی ظالم قسم کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ہم ٹاور کے داخلی حصے تک آ پہنچے جہاں پہلے سے درجنوں سیاح قطار لگائے، انتظار میں کھڑے تھے۔ ہم بھی اس لائن میں جا کھڑے ہوئے۔ اس طرح ٹاور کے اوپر سے استنبول شہر کے دلفریب نظارے دیکھنے کا موقع مل گیا۔

راستہ بھی نہایت خوب صورت تھا۔ دلکش قدیم عمارتیں، صاف ستھری سڑکیں بہت بھلی لگ رہی تھیں ۔ گزرتے ہوئے بازاروں پر نظر پڑی تواسے سیاحوں سے بھرا پایا ۔ حسین رنگوں میں مقامی اور منفرد دستکاریوں سے سجی دکانیں، بیش قیمت تاریخی نوادرات، روایتی تحائف اورملبوسات خریداروں کی توجہ کا مرکزتھے۔ لیکن ایک چیز جس نے متاثر کیا وہ وہاں کی صفائی تھی باوجود اس کے کہ رش تھا ۔وہاں کے مقامی لوگ سگریٹ نوشی بھی بہت کرتے ہیں کہیں گندگی کا ذرا بھی احساس نہیں تھا بلکہ بازاروں میں میونسپلٹی کی طرف سے باقاعدہ انتظام ہے کہ کوئی کاغذ کوئی سگریٹ کا ٹکڑا سڑک پر پڑا ہو وہ فوراً اٹھا لیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ 15 لاکھ کی آبادی والے اس شہر کو ایک صاف ستھرا اور سرسبز شہر بنانے کا سہرا موجودہ صدر رجب طیب اردگان کے سر ہے جو دو مرتبہ اس کے میئر منتخب ہوئے اس شہر کو کرپشن آلودگی سے نجات دلانے اور اس کے باسیوں کو تمام تر سہولیات فراہم کرنے میں کامیاب رہے اور ترقی کا یہ ماڈل ترک عوام کو اس قدر بھایا کہ انہیں ملک کے اگلے وزیر اعظم کی مسند پر فائز کر دیا۔

استقلال سٹریٹ

دریائے باسفورس کے پُل پر سے گلاٹا ٹاور کی طرف آئیں تو شہر کے اِس اونچے حصے کی طرف جانے والی ایک لمبی گلی شروع ہوتی ہے، جس کا اختتام مصطفٰی کمال پاشا کے انقلاب کی یادگار کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ گلی لندن کی آکسفورڈ سٹریٹ کی طرز کا بازار ہے،جس کے دونوں اطراف مختلف برینڈز کی دکانیں موجود ہیں۔ مقامی لوگوں اور سیاحوں کا رش اِس گلی کی رونق بڑھائے رکھتا ہے۔اس بازار میں روایتی آئس کریم فروش ہیں ۔ یہ آئس کریم فروش اپنے حلیے اور پھر اس سے بھی زیادہ ان کرتبوں کے لئے مشہور ہیں، جو وہ گاہکوں کو آئس کریم پیش کرنے سے قبل دکھاتے ہیں۔ اس آئس کریم کو سٹکی آئس کریم بھی کہتے ہیں۔یہ گلی استنبول کے مشہور ٹیکسم یا تقسیم اسکوائر تک لے جاتی ہے۔ تقسیم مرکزی چوک ہے جہاں سے مختلف جگہوں کو راستے نکلتے ہیں۔ ٹیکسم اسکوائر ترکی کا اہم سیاحتی مقام ہے جسے دیکھنے روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں سیاح آتے ہیں اور جو نایاب ٹرام کی سواری بھی کرتے ہیں۔ یہ پُرہجوم اور پُرکشش علاقہ سیاحوں کی خریداری کا مرکز بھی ہے۔ یہاں ہوٹل، مٹھائی کی دکانیں اور کئی ثقافتی مراکز سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز ہیں۔ ساتھ ہی استنبول شہر کو پانی کی تقسیم کا مرکزی نظام بھی یہاں واقع ہے اوراسی لئے اسے تقسیم اسکوائر کہا جاتا ہے۔

یہاں سے بس کے ذریعہ ہم استنبول کے ایشیائی حصے کی سیر کے لئے روانہ ہو گئے۔اور وہاں کھانا کھایا۔وہاں دیسی کھانوں کے بے شمار ہوٹل ہیں۔ بازار ہیں، تاریخی عمارتیں ہیں۔ ایشیاء کی طرف پرانے

دولما باغچہ استنبول

مکانات اور بلڈنگیں ہیں جبکہ یورپ کی طرف استنبول بالکل جدید طرز کی عمارتوں اور مساجد سے بھرا ہے۔ تمام دن رات عوام ایک سے دوسرے سرے پر آتے جاتے رہتے ہیں ۔سارا دن پیدل چل چل کر ٹانگیں ٹوٹ رہی تھیں۔ واپسی کا سفر پانی کے ذریعہ کروز پر کیا اور رات کے وقت ایک بار پھر استنبول کی خوبصورتی کو دیکھ کر جی خوش کیا۔ استنبول کا تاریخی باسفورس پُل، جسے پندرہ جولائی کو ترکی میں ناکام فوجی بغاوت کے دوران مزاحمت کرنے والے شہریوں کے نام سے منسوب کرتے ہوئے ’’شہدائے پندرہ جولائی پُل‘‘ کا نام دے دیا گیا تھا۔ یہ شہر کے یورپی علاقے اورتاکوئے اور ایشیائی حصے بیلربے کو ملاتا ہے اوریہ آبنائے باسفورس پر قائم ہونے والا پہلا پل ہے۔

ہمیں جلیل القدر صحابی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مزار پر جانے کی اور دعا کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حضرت ایوب انصاریؓ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں مدینہ میں رسول کریمؐ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا ۔قسطنطنیہ کی فتح کے متعلق آنحضرتﷺ کا فرمان سنا کہ ’’ تم ضرور قسطنطنیہ فتح کرو گے، وہ فاتح بھی کیا باکمال ہو گا اور وہ فوج بھی کیا باکمال ہو گی‘‘ یہ حدیث سن کر حضرت ابو ایوب انصاریؓ اس خوش نصیب لشکر کا حصہ بننے کے لئے بے چین ہو گئے۔ جب امیر معاویہ نے قسطنطنیہ کی فتح کے لئے لشکر روانہ کیا تو اس وقت حضرت ابو ایوبؓ بہت ضعیف ہو چکے تھے ، لیکن اس کے باوجود آپ لشکر اسلام میں شامل ہوئے۔ دشمن کے مقابلے میں ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ حضرت ابو ایوبؓ بیمار ہو گئے۔ بیماری نے شدت اختیار کی اور محسوس ہوا کہ اب آخری وقت آ پہنچا ہے۔آپؓ نے وصیت کی کہ دشمن کی سرزمین میں پیش قدمی کرتے ہوئے آخری حد تک پہنچنا اورمجھے قسطنطنیہ کی دیوار کے نزدیک دفن کرنا۔ ان کی وصیت پر عمل کیا گیا اور دیوار قسطنطنیہ کے سائے میں ان کو دفنایا گیا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی زندگی آغاز سے انجام تک رسول کریمؐ کی محبت میں گزری اور اس کا اختتام بھی آپؐ کے فرمان کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہوا ، اس کے بعد بھی بہت سے مسلم حکمرانوں نے نبی کریمؐ کی بشارت کو پورا کرنے کی کوششیں کی۔ روضۂ حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور ایوب مسجد ترک فن تعمیر کا خوبصورت نمونہ ہیں۔ روضے کے عقب میں مرکزی قبرستان ہے جہاں کہتے ہیں بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مدفون ہیں۔

تیسرے دن ہم نے پرنس آئی لینڈ پر گزارنے کی ٹھانی۔ سنا تھا کہ استنبول کے مضافات میں نو چھوٹے چھوٹے جزیرے موجود ہیں، جنہیں پرنسز آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ یہ جزائر سیاحوں میں بہت مقبول ہیں۔ لیکن وقت کی قلت کی وجہ سے صرف ایک بڑے جزیرے پر ہی جا سکے ۔یہاں صرف گھوڑے کی سواری کی اجازت ہے آلودگی سے پاک رکھنے کے لئے وہاں ہر قسم کی گاڑیوں پر پابندی ہے ۔ یہ بہت

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 00447493785065 00447951614020
اپنے مضامین،آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

بڑا خوبصورت جزیرہ ہے اور انتہائی پُرسکون بھی۔ یہاں لوگ خصوصاً سمندری خوراک جو بہت تازہ ہوتی ہے کھانے آتے ہیں ۔

گرینڈ بازار

چوتھے دن شام کو واپسی کے لئے فلائیٹ تھی ۔ گرینڈ بازار کا بہت سن رکھا تھا سوچا اس کی سیر کی جائے۔بلو مسجد کے قریب اور ہماری قیام گاہ کے بالکل قریب ہی تاریخی گرینڈ بازار ہے جسےمقامی زبان میں کاپلی کارسی (Kapali Carsi) کہتے ہیں، استنبول میں شاپنگ کا ایک بڑا مرکز ہے۔ اِس بازار کی تاریخ کئی صدیوں پر محیط ہے، یہ ایشیاء کے سب سے بڑے اور پُرانے کورڈ (Covered) بازاروں میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔ یہ بازار الف لیلوی کہانیوں کی طرح ہے۔بیضوی چھتوں کے ساتھ آگے اور دائیں بائیں اطراف سے محراب در محراب پھیلتا ،ہلکے زردئی رنگ میں ڈوبا ہواجس پر صدیوں پرانے شوخ رنگوں کے نقش و نگار اُسے بازاروں کی دنیا میں ایک انفرادیت دیتے ہیں۔ برقی قمقموں کی تیز جگمگاتی روشنیوں میں اس کی سجی ہوئی دکانیں سیاحوں کے دلوں کو خوب بھاتی ہیں۔ دکاندار دیسی لوگوں کی طرح دکان کے دروازوں پر گاہکوں کو خوش آمدید کہتے نظر آتے ہیں۔ بازار سیاحوں سے بھرا ہو تھا ۔ونڈو شاپنگ بھی کی اورسوغات کے طور پر کچھ ٹرکش مٹھائی اور ٹرکش لیمپس خرید لئے۔ قیمتیں مناسب ہی تھیں۔یہاں کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وہاں کا ایک مقبول بازار ہونے کے باوجود دیگر بازاروں کی طرح شام 7 بجے بند ہو جاتاہے ۔

اِسی بازار سے کچھ فاصلے پر استنبول کا مصالحہ بازار بھی واقع ہے جس کی ہئیت اِسی بازار سے ملتی جلتی ہے، وہاں بھی اِسی طرز کی دکانیں ہیں لیکن اِن میں سے زیادہ تر دکانیں مصالحہ جات سے متعلق ہے۔

استنبول میں یونانی عیسائیوں کے ساتھ ساتھ یہودیوں کی بھی خاصی تعداد ہے۔ اسپین پر کیتھولک عیسائی غلبے کے بعد جب یہودیوں اور مسلمانوں کو دیس سے نکالا دیا گیا تو عثمانی ترکوں نے کھُلے دل سے یہودیوں پر اپنی مملکت کے دروازے وا کئے۔ تب سے آج تک وہ یہیں آباد ہیں۔الغرض رواداری برداشت ایک دوسرے کی رائے کا احترام لئے،جدت اور قدامت ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے استنبول ایک ایسا شہر ہے جہاں مسجدیں بھی آباد ہیں اور میخانے بھی فجر کے وقت مسجدوں کے میناروں سے بلند ہوتی صدائے حی علی الفلاح سن کر گلی کوچوں میں نماز کے لئے لپکنے والے نمازی بھی ملیں گے اور شب بھر کے ہنگامے کے بعد نائٹ کلبز سے نکلنے والے رند بھی۔ یہ ایک منفرد اور خوبصورت ترین شہر ہے، اسلامی تاریخ کے نادراورانمول تاریخی ورثے کے ساتھ یہاں کی خوبصورت پہاڑیاں ، فن تعمیر کے قدیم اور جدید شاہکار، آبنائے باسفورس اور اس پر بنے تین پل ، زیرآب ٹنل، فاتحین کے قلعے ، مساجد اور مقبرے دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی جانب کھینچ لیتے ہیں۔ تاریخ اور خصوصاً اسلامی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے افراد کے لئے تو یہاں آئے بغیر مکمل معلومات ممکن ہی نہیں۔ نپولین نے صحیح ہی کہا تھا کہ اگر دنیا ایک ملک ہوتی تو استنبول ہی اس کا دارالخلافہ ہو تا۔اسی طرح ایک ترکی افسانہ نگار نے کیا صحیح لکھا ہے کہ ’’زندگی اتنی بھی بُری نہیں ، جو بھی ہو جائے، میں باسفورس کے کنارے ہمیشہ لمبی سیر کر سکتا ہوں‘‘۔ لیکن واپسی کے سفر میں یہ سوچتا رہا کہ جہاں فتح قسطنطنیہ کی پیشگوئیاں تھیں وہاں خلافت علی منہاج النبوۃ کی پیشگوئیاں بھی ہیں۔حضرت رسول مقبول ﷺ نے اپنے بعد خلافت راشدہ کے قیام اور اس کے معین عرصہ کا ذکر بھی فرما دیا تھا۔ پیشگوئیوں کے عین مطابق تیس سال تک خلافت راشدہ کا سورج امت مسلمہ پر بڑی شان سے چمکتا رہا اور اسلام کا جھنڈا پوری آب و تاب سے لہرانے لگا۔لیکن پھر پیشگوئیوں ہی کے عین مطابق نظام خلافت پر بھی دنیا داری کے رنگ غالب آگئے۔ افسوس مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت کی ناقدری کی تو خدا نے اس نعمت کی برکات اٹھا لیں۔ حدیث نبوی میں اس بارہ میں بہت معین پیشگوئی ملتی ہے ۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا ۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذاں رساں بادشاہت قائم ہو گی پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت ہو گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔(مسند احمد جلد4 صفحہ 273،المکتب الاسلامی بیروت مشکوۃ الرقاق باب الانذاروالتحذیر) اس حدیث میں رسول مقبول ﷺ نے اپنے عہد نبوت اور خلافت کے ادوار کی تصریح کرتے ہوئے پانچ ادوار کی خبر دی ہے یہ حدیث گویا ایک رنگ میں قرآنی آیت وَآخَرِینَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوا بِهِمۡ (الجمعۃ:4) کی تفسیر ہے کیونکہ اس میں درج ذیل پانچ ادوار کی خبر دی گئی ہے۔

1۔نبوت

2۔ خلافت علی منہاج النبوۃ

3۔ملوکیت یعنی بادشاہت(ملکاً عاضاً)

4۔دور جبریہ (ملکا جبریہ)

5۔ خلافت علی منہاج النبوۃ

گویا جس طرح امت محمدیہ کی ابتداء نبوت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے ہوئی اسی طرح اخروی دور میں بھی ایسی خلافت کا ظہور ضروری ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کے فرمودہ کے عین مطابق صرف تیس سال تک خلافت راشدہ کا مبارک دور امت محمدیہ میں رہا اور اس کے بعد ملوکیت کا سلسلہ اموی اور عباسی دور حکومت چلتا رہا جو کہ بالآخر سلطان عبد الحمید خلیفۃ المسلمین ترکی کی حکومت کا تختہ الٹنے کے نتیجے میں بالکل ختم ہو گیا اور مسلمانان عالم کی انتہائی کوششوں کے باوجود یہ ظاہری خلافت کی آخری نشانی بھی ختم ہو گئی اور باوجود کوششوں کے اور کئی قسم کی تحاریک کے دوبارہ مسلم امہ میں خلافت جاری نہیں کی جا سکی۔ گویا اس میں اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ اب امت محمدیہ میں آخری خلافت علی منہاج النبوۃ کا مبارک روحانی دور کا آغاز ہوگا۔یہی وہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جو اپنے اندر مسلمانوں کے لئے عظیم بشارت بھی رکھتی ہے کہ مسلمانوں کے زوال و انحطاط کے بعد اللہ تعالیٰ خلافت علی منہاج النبوۃ کا سلسلہ قائم کرے گا اور اسلام کو تمام مذاہب پر غلبہ بخشے گا اور وہ زمانہ آ جائے گا کہ جب تمام مذاہب میں صرف اسلام کو ہی حقیقی مذہب سمجھا جائے گا اور یہ محض خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے آثارظاہر ہونا شروع ہو چکے ہیں۔

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

الفضل ہمارا استاد رہا ہے

مکرم نصیر احمد چوہدری لکھتے ہیں کہ روزنامہ الفضل لندن کا آن لائن اجراء بہت بہت مبارک ہو۔ اور اللہ کرے کہ روزنامہ الفضل لندن کا اجراء جماعت احمدیہ کیلئے خیرو برکت کا موجب ہو۔ یہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ اس نے جاری رہنا ہے۔ اس کےلندن سے جاری ہونے کے حوالہ سے میرا ذہن اس طرف گیا ہے کہ یہ ہمیشہ ہی خلافت کے زیر سایہ رہی ہے مجھےتو اس میں بھی ایک معجزہ لگتا ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں خلافت منتقل ہوئی ۔یہ اخبار بھی وہیں منتقل ہو گیا۔اب خلیفۃ المسیح لندن میں ہیں تو اس کو ہجرت کر کے لندن ہی جانا تھا۔اور اب لندن سے آن لائن ایڈیشن نکل رہا ہے اور پوری دنیا میں ایک کلک(Click) پر دیکھا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

خاکسار کا تعلق روزنامہ الفضل سے بہت پُرانا ہے۔ یعنی جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ خاکسار نے الفضل کو پڑھنا شروع کیا ہے۔ جب بچپن میں ہم پاکستان کے ایک دور داز گاؤں میں رہتےتھے۔ تو ہمارے والد صاحب ہمیں اردو پڑھانے کے لئے الفضل دیتےتھے تاکہ ہماری اردو درست ہو۔ اس طرح یہ ہمارا استاد بھی ہوا اور یوں الفضل سے ایک دلی محبت پیدا ہو گئی ۔

اسی طرح الفضل سے ایک خیر خواہ کی محبت کا واقعہ درج ذیل ہے۔

کچھ عرصہ قبل خاکسار کے ایک جاننے والے خیر خواہ دوست طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں بائی پاس کروانے کے لئے آئے۔ جب وہ دوست بائی پاس کروا چکے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں ربوہ سے باہر آپریشن کرواتاتو اس خرچ سے جتنا طاہر ہارٹ میں آیا ہے پانچ گنا زیادہ خرچ ہوتا۔ پھر وہ اس بات سے متاثر ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب دعا کرنے کے بعد مریض کو چیک کرتے ہیں ۔ انہوں نے مجھےبتایا کہ کروڑوں روپوں کی تو دعائیں ہی ڈاکٹر صاحبان نے ہمیں مفت دے دی ہیں۔خاکسار نے ان کو ربوہ میں ایک مکان کرایہ پر چند دن کے لئے لے کر دیا اوروہ وہاں رہائش پذیر رہے کیونکہ خاکسار کا ان کے ساتھ مکمل رابطہ رہا اور جہاں تک میرا بس چلتا رہا ان کا خیال رکھتا رہا۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری بیٹی نے ڈاکٹر بننا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ ربوہ میں آ کر طاہر ہارٹ میں خدمت انسانیت کا فریضہ ادا کرے۔ کیونکہ ان کی بیٹی بھی ساتھ تھی اس لڑکی کے والدجن کا بائی پاس ہوا تھا وہ بار بار اس سے یہی اصرار کرتے رہے کہ آپ نے ادھر آ کر کام کرنا ہے اور روپے پیسے کی فکر نہیں کرنی وہ آپ مجھ سے لے لینا۔ یہ تاثرات ان لوگوں کے ہیں جو باہر سے آ کرطاہر ہارٹ میں علاج کرواتے ہیں۔ اوراللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہو کر اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ خاکسار جب ان کے گھر گیا۔ ان کی بیوی کواس گھر کے کمرہ سے ایک پرانا الفضل اخبار جو غالباً2005ء کا تھا ملا۔ جب خاکسار گیا تو انہوں نے مجھے دکھایا کہ یہ پُرانا اخبار کمرے میں پڑا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ میرے چچا احمدی اور مربی سلسلہ ہیں جب وہ جامعہ میں پڑھتے تھے اور چھٹیوں میں گھر آتے تھے تو یہ اخبار بھی ہمارے گھر میں آتا تھا ۔جسے میں پڑھا کرتی تھی اس لئے اس سے مجھے دلی لگاؤ ہے۔